

JIBAS (The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)

Home Page: <http://jibas.org>

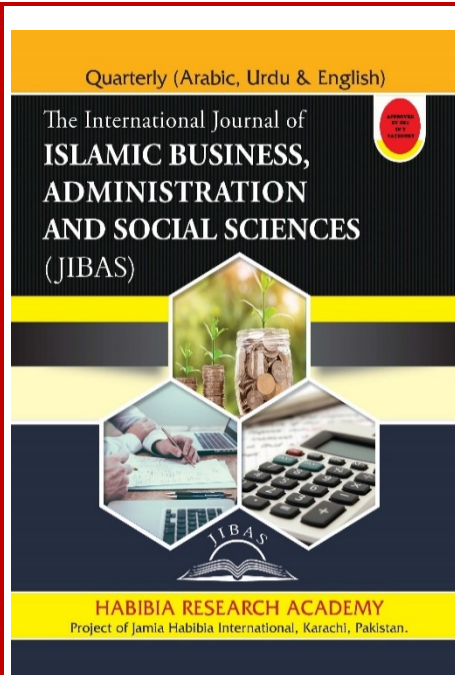
Approved by HEC in Y Category

Indexing: IRI (AIU), Australian Islamic Library, Euro pub.

PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration
Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.

Website: www.habibia.edu.pk,

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).



TOPIC:

THE ROLE OF SHAH ABDUL LATIF BHATTAI'S POETRY IN CONTEMPORARY SUFISM AND ITS IMPACT ON SOCIETY

عصر حاضر میں تصوف کی افادیت اور معاشرے پر اس کے اثرات میں شاہ عبد الطیف بھٹائی کی شاعری کا کردار

AUTHORS:

1. Salma Begum, Phd Scholar, Islamic learning, University of Karachi, Email ID: Salmaajaz1966@gmail.com Orcid ID: <https://orcid.org/0000-0001-8769-2975>

How to Cite: Begum, Salma. 2022. "THE ROLE OF SHAH ABDUL LATIF BHATTAI'S POETRY IN CONTEMPORARY SUFISM AND ITS IMPACT ON SOCIETY: عصر حاضر میں تصوف کی افادیت اور معاشرے پر اس کے اثرات میں شاہ عبد الطیف بھٹائی کی شاعری کا کردار". *International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS)* 2 (2):21-34.

URL: <https://jibas.org/index.php/jibas/article/view/54>.

Vol. 2, No.2 || April–June 2022 || P. 21-34

Published online: 2022-06-12

QR. Code



THE ROLE OF SHAH ABDUL LATIF BHATTAI'S POETRY IN CONTEMPORARY SUFISM AND ITS IMPACT ON SOCIETY

عصر حاضر میں تصوف کی افادیت اور معاشرے پر اس کے اثرات میں شاہ عبداللطیف بھٹائی کی شاعری کا کردار

Salma Begum,

ABSTRACT:

Oxford Advance Learner's Dictionary 'Mystic a Person who tries to become united With God through prayer and meditation and so understand thing that are beyond normal human understanding. Mysticism: The belief that Knowledge of God and of real truth can be ground through reason and the senses': Eastern mysticism "A Sufi is a person who seeks to establish a relationship with God, through prayer and meditation, so that he can understand important things that are beyond the comprehension of ordinary human beings." Sufism: The belief that the knowledge of God and the knowledge of true truth can be found through intellect and feelings. It is not possible to give a comprehensive definition of Sufism because Sufism is related to the conditions and places and they change all the time. - In fact, Sufism is the spirit of Islam which has been interpreted as Ihsan in the hadith and the Qur'an has called it "purification". The word Ihsan is used in many places in the Quran: Almighty Allah says: لَنْ يَكُونَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ Translation: "Allah is with those who guard (against evil) and those who do well." As far as Shah Latif's mysticism is concerned, you are a monotheistic Sufi. All your words are a mirror of Islamic mysticism. The basis of your words is based on mysticism. Be that as it may, you were not only bound by the Shari'ah, but you also set the course for the path, the truth, and the stages of knowledge. All the scholars agree that: Much of Shah's speech is full of subtle points of Sufism. In this article, we will consider how we can bring about change in the society through Shah's speech and bring out the points, which are most needed in the present times.

Keywords: Sufism-Society-Effects-Change-Islam-Ehsan

"صوفی ایک ایسا شخص ہے، جو اللہ سے تعلق قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے، نماز اور غور و فکر کے ذریعے تاکہ وہ اہم باتیں جو عام انسانی سمجھ سے باہر ہیں، ان کو سمجھ سکے"

صوفی ازم: یہ عقیدہ کہ خدا کا علم اور حقیقی سچائی کا علم عقل اور محسوسات کے ذریعے پایا جاسکتا ہے "تصوف کی جامع تعریف کرنا ممکن نہیں اس لئے کہ تصوف کا تعلق احوال و مقامات سے ہے اور یہ ہر وقت تبدیل ہوتے رہتے ہیں لہذا صوفیہ جن حالات و مقامات میں رہے وہ کیفیات ان پر غالب آگئیں اور انہوں نے اسی کے مطابق تصوف کی تعریف کر دی۔ دراصل تصوف اسلام کی روح ہے جس کو حدیث میں احسان سے تعبیر کیا گیا ہے اور قرآن مجید نے اسے "تزکیہ" کا نام دیا ہے قرآن مجید میں اکثر مقامات پر لفظ احسان استعمال ہوا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ترجمہ: "اللہ ساتھ ہے ان کے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں" جہاں تک شاہ لطیف کے تصوف کا تعلق ہے آپ ایک موحد صوفی ہیں آپ کا تمام کلام اسلامی تصوف کا آئینہ دار ہے آپ کے کلام کی بنیاد ہی تصوف پر مبنی ہے۔ آپ بلاشبہ صوفی شاعر تھے لیکن اس بات کے قائل نہ تھے کہ انسان تارک الدنیا ہو جائے آپ نہ صرف شریعت کے پابند تھے بلکہ طریقت، حقیقت اور معرفت کی منزلوں کو بھی طے کر چکے تھے۔ تمام محققین اس بات پر متفق ہیں کہ: شاہ کے کلام کا زیادہ تر

حصہ تصوف کے باریک نقطوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس مضمون میں ہم شاہ کے کلام کے ذریعے معاشرے میں کیسے تبدیلی لاسکتے ہیں اس پر غور کر کے وہ نقطے سامنے لائیں گے جس کی دور حاضر میں اشد ضرورت ہے۔

مقدمہ: اس وقت ہر طرف بے چینی، دہشت اور خوف ہے رواداری، عدل و انصاف برداشت و تحمل ختم ہو گیا ہے عدم برداشت، عدم تحفظ اور انتقام بڑھ رہا ہے، دین کی غلط تعبیرات اور معاشی عدل کی کمی، تربیت کی کمی رویوں میں تشدد ہونا، نشہ آور اشیاء کے استعمال کو بے سکونی کا حل سمجھنا، حلال حرام کی آمیزش ہونا اور سوشل میڈیا کا غیر ضروری استعمال اس کی بنیادی وجوہات ہیں۔ دور حاضر میں بیان کردہ مسائل کا حل حضرات صوفیاء کرام کی تعلیمات سے کیا جاسکتا ہے شاہ عبد الطیف بھٹائی کی شاعری ہمیں امن و آشتی، صبر و برداشت اور ہمت و استقامت کی تعلیم دیتی ہے جس سے نہ صرف معاشرتی زندگی کی بقا، ترقی و سلامتی حاصل ہوتی ہے بلکہ عالم انسانیت کے ارتقا کا عمل جاری رہ سکتا ہے۔ انسانی معاشروں کی بقا اور ترقی میں خاص کردار امن اور معاش کا ہے جس معاشرے کو یہ دو نعمتیں مل جائیں، اس کو گویا دنیا کی تمام نعمتیں مل گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نحل میں قوم سبا کی بستی کا ذکر کرتے ہوئے انہی دو نعمتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا قَوْمًا كَانَتْ أَمْنَةً مَّطْمَئِنَةً يُاتِيْنَهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِيَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ²

اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی ایک بستی کہ امان و اطمینان سے تھی ہر طرف سے اس کی روزی کثرت سے آتی تو وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگی تو اللہ نے اسے یہ سزا چکھائی کہ اسے بھوک اور ڈر کا پہننا واپہننا یاد دلے ان کے کیے کا

عصر حاضر میں تصوف کی افادیت اور معاشرے پر اثرات: تصوف میں اخلاق و انسانیت آموز مطالب کا ایک عظیم سرمایہ موجود ہے جو ہر مذہب و مسلک کے انسان کے لئے مفید اور اہم ہے۔ تصوف کا ایک پہلو جو عبادت و ریاضت، ترک دنیا اور قربت حق کی تلاش پر مشتمل ہے وہ تقریباً ہر بڑے مذہب یا دین میں موجود ہے۔

Mysticism کی تعریف کیرن آرم اسٹر انگ نے اس طرح کی ہے کہ:

³ 'An art of union with Reality of God' اسلامی تصوف میں توحید پر پختہ ایمان رکھنا، شریعت پر خلوص دل سے عمل پیرا ہونا، خلق خدا سے شفقت سے پیش آنا، خدمت کرنا اور حقیقت اسلام کی روح کو پیش کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضہ کی زندگیاں اس روح اسلام کا کامل ترین مظہر تھیں اور ایک اچھے اور سچے مسلمان کی بھی یہی خوبی ہے کہ اس کی زندگی اس روح اسلام کی عکاس ہو۔ اس لیے عہد نبوی ﷺ میں ایک مسلمان اور صوفی میں کوئی فرق نہیں تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے اس جہان فانی سے تشریف لے جانے کے کچھ عرصہ بعد تعصبات مذہبی فرقہ پرستی، دنیا داری اور ظاہر پرستی جیسی برائیاں مسلم معاشرے میں پھیلنے لگیں، جن کی وجوہات یہ تھیں:

- 1۔ فتوحات اسلامی کی وجہ سے دولت کی ریل پیل ہو گئی، جس سے دنیا داری نے زور پکڑا۔
- 2۔ فقہی اختلافات کی وجہ سے مذہبی تعصبات اور فرقہ پرستی نے جنم لیا۔
- 3۔ مسلمانوں کی باہمی جنگوں کی وجہ سے بہت سا خون خرابہ ہوا، جس سے مسلمانوں میں باہمی تعصبات بھی بڑھے، ترک دنیا کے تصورات بھی مسلم معاشرے میں پیدا ہوئے کہ کچھ لوگوں نے ان باہمی جنگوں اور ان ملی نامساعد حالات سے دل برداشتہ ہو کر ترک دنیا میں پناہ ڈھونڈی۔
- 4۔ وہ لوگ جو دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے، جنہوں نے صرف معاشرتی دباؤ کی وجہ سے اسلام قبول کیا تھا اور دل میں وہ اپنے آبائی مذہب ہی پر قائم تھے، ان کی وجہ سے عام طور پر معاشرے میں ظاہر داری اور تظاہر پرستی پھیلی، جس کی ایک صورت زندگییت بھی تھی۔
- ان مذکورہ حالات کے پس منظر میں وہ مسلمان جو دین اسلام سے سچی محبت رکھتے تھے انہوں نے تعصبات مذہبی اور فرقہ پرستی سے کنارہ کشی کرتے ہوئے دین خالص کو اختیار کیا، توحید پر پختہ یقین، شریعت و خلوص دل سے عمل، تقویٰ، بے تعصبی، رواداری اور انسان دوستی کو اپنا مذہبی شعار بنایا، یوں روح اسلام کی حیات نو کی کوشش کی۔ اس تصور حیات کو تصوف کے نام سے یاد کیا جانے لگا اور اس طرز حیات کو اپنانے والوں کو عام طور پر صوفی کہا جانے لگا۔ آہستہ آہستہ متصوفین ایک علیحدہ فرقے کے طور پر ابھرنا شروع ہوئے۔
- تصوف اسلامی کے اہم ترین اور نمایاں ترین مضامین و مطالب توحید خداوندی اور وحدت انسانی یا انسان دوستی ہیں۔ تصوف کے دوسرے تمام مطالب و تصورات توحید خداوندی اور انسان دوستی سے بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر متعلق ہیں۔ تصوف میں توحید کا موضوع بنیادی نوعیت کا ہے، صوفی موجد کامل ہوتا ہے وہ ہر قسم کی آمیزش سے پاک توحید خالص پر ایمان رکھتا ہے وحدت الوجود کا نظریہ اسی خالص توحید کے تصور کا ایک رنگ ہے۔
- قرآن مجید نے بہت سی آیات میں غور و فکر کی اہمیت پر زور دیا ہے ارشاد الہی ہے: سُرُّهُمْ اٰتَيْنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ فِیْ اَنْفُسِهِمْ⁴ ترجمہ: "یعنی ہم اپنی نشانیوں کو کائنات میں بھی اور تمہارے نفوس میں بھی روشن کر دیں گے"
- صوفیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ علم کے دو قطب ہیں ایک انسان کا وجود کہ ہر علم کا آغاز وہاں سے ہوتا ہے دوسرا خدا کا وجود کہ ہر چیز کا علم وہاں پر ختم ہوتا ہے یعنی علم کی ابتداء انسان کی ذات سے ہے اور انتہاء ذات حق ہے۔ صوفیہ کی نظر میں انسان کے لیے خدا تک دور استے ہیں ایک ظاہری راستہ اور دوسرا باطنی راستہ ظاہری راستہ سے خدا کو جاننے کی کوشش عقل و استدلال سے کی جاتی ہے اور باطنی راستہ سے خدا کو پانے کی کوشش ریاضت و مجاہدہ اور کشف و شہود سے کی جاتی ہے عقل و استدلال سے خدا کے افعال یعنی اس کی کائنات، اس کے احکام اور اس کی صفات کو جانا جاسکتا ہے البتہ اس کی ذات کے ادراک سے انسانی عقل عاجز ہے اسی پہلو سے حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "تفکرو فی اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ" (کہ اللہ کی نعمتوں پر غور و فکر کرو اللہ کی ذات کے بارے میں تفکر نہ کرو)

قرآن کہتا ہے: فَاقْصِرْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ⁵ یعنی تم یکسوئی کے ساتھ اپنا رخ سچے دین کی طرف رکھو اللہ کی دی ہوئی اس قابلیت یا استعداد کی پیروی کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے"

مذکورہ آیت قرآنی اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ انسان کی فطرت میں وحدت حق کا شعور یا اس شعور کی صلاحیت موجود ہے اگر انسان کی فطرت میں یہ صلاحیت یا استعداد موجود نہ ہوتی تو دنیا میں کوئی وحدت پرست یا خدا پرست بھی نہ ہوتا اسی لئے انسانی عقل جب بھی کائنات کے نظام پر غور و فکر کرتی ہے تو بے اختیار پکار اٹھتی ہے کہ خدا ایک ہے جو خالق کائنات ہے۔ البتہ یہ بھی حقیقت ہے کہ صرف عقل والے ہی خالق کائنات کو جان سکتے ہیں سائنس، عقل، فلسفہ اور مذہب کے سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سائنس کی دنیا محسوسات اور عقل کی دنیا معقولات سے وابستہ ہے سائنس کے پاس تجربہ ہے ثبوت ہے لیکن مذہبی تجربہ سے اسے کوئی تعلق نہیں سائنس نہ عقیدہ دے سکتی ہے نہ ہی روحانی تسکین کا سامان مہیا کر سکتی ہے۔

اسلام وہ دین ہے جو عقیدہ کے ساتھ ساتھ ذات حق کے ثبوت کے لئے دلائل بھی مہیا کرتا ہے ذات باری تعالیٰ کے ثبوت کے لئے قرآن پاک سائنس کے حقائق کو بھی پیش کرتا ہے فلسفیانہ یا عقلی دلائل کا ایک انداز بھی قرآن میں موجود ہے اور انسان کی اپنی اندرونی کیفیات میں غور کرنے کی بھی قرآن دعوت دیتا ہے۔ تصوف میں توحید کا تصور اس قدر بنیادی ہے کہ اگر یوں کہا جائے کہ تصوف درحقیقت توحید پر پختہ ایمان کا نام ہے اور صوفی ایک پختہ موحد کو کہتے ہیں تو بے جا نہ ہو گا توحید تمام اوصاف حسنہ کی بنیاد ہے جو شخص توحید پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہے وہ منافق نہیں ہو سکتا کہ اس کا ایمان ہے کہ اس کا خدا علیم و بصیر ہے، اس کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے وہ انسان دوست ہو گا کہ اس کا ایمان ہے کہ انسان بلکہ تمام مخلوقات کا خداوند تعالیٰ ہی پالنے والا ہے، سب عیال اللہ ہیں۔ توحید پرست انسان وحدت انسان اور انسانیت پر بھی ایمان رکھتا ہے خدا پر پختہ ایمان انسان میں آخرت کی امید اپنی ذات پر اعتماد اور ایثار کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ مومن اپنی موت سے نہیں ڈرتا، عزیزوں کی موت پر صبر کرتا ہے، آفت و مصیبت کو رضائے الہی سمجھ کر خندہ پیشانی سے قبول کرتا ہے، مصیبت یا ضرورت کے وقت دوسروں کا مددگار، اخوت اسلامی اور انسان دوستی کا علمبردار بننے کے ساتھ ساتھ ایک توانا اور مستحکم شخصیت کا مالک اور معاشرے کا مفید فرد ہوتا ہے کیونکہ جب صوفی کو اس بات کا حق الیقین حاصل ہو جاتا ہے کہ خدا ایک ہے تو یہ تصور وحدانیت اسے وحدت انسانی کا تصور عطا کرتا ہے کہ سارے انسان خدا کے بندے ہیں سب کا رب ایک ہی ہے جو خدائے وحدہ لا شریک لہ ہے، اس تصور کے نتیجے میں وہ جذبہ انسان دوستی سے سرشار اور سرمست ہو جاتا ہے اور دوسروں کے دلوں میں اپنے دل کی دھڑکن محسوس کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کے ذہنوں کے آئینوں میں اپنے ہی خیالات کا پر تو دیکھتا ہے اس لیے وہ دوسروں سے ان کی خامیوں اور برائیوں کی بنا پر ان سے نفرت نہیں کرتا بلکہ عفو و درگزر سے کام لیتا ہے۔ سراپا محبت اور شفقت کا پیامبر بن کر دوسروں کے دلوں میں گھر کر لیتا ہے وہ مذہب یا مسلک کے

اختلاف کی بنا پر دوسروں سے تعصب نہیں کرتا وہ مسلمان، کافر مشرک سب کے لئے سینہ کشادہ رکھتا ہے سب کے لئے اپنے دل میں محبت رکھتا ہے کہ یہ لوگ اس کے رب کے بندے ہیں، یوں وہ ہمہ مشربیت یا صلح کل کا داعی ہوتا ہے۔

اسلام مذہبی تعصب اور تنگ نظری کو قبول نہیں کرتا بلکہ مذہبی معاملات میں رواداری، کشادہ نظری اور کشادہ دلی کا داعی ہے، لا اکراہ فی الدین (دین میں جبر نہیں) لکم دینکم ولی دین (تمہارا دین تمہارے لئے ہے اور میرا دین میرے لئے) اس پر گواہ ہیں۔⁶

اسلام انسان دوستی کی دعوت دیتا ہے اسلام کی نظر میں سارے انسان بھائی بھائی ہیں کہ سب آدم کی اولاد ہیں، سب اس خدا کے بندے ہیں جو رحمن و رحیم ہے خدا کی صفت رحمانیت میں مسلمان، کافر، مشرک اور ملحد سب شریک ہیں یوں خدا کی صفت رحمانیت تمام اہل ایمان کو انسان دوستی کا سبق دیتی ہے اسلام نے قومی تفاخر، لسانی تعصب اور نسلی تفریق کو مٹا کر حق پرستوں اور باطل پرستوں یعنی اہل حق اور اہل باطل یعنی اہل خیر اور اہل ظلم کی تفریق قائم رکھی ہے اور یہی تو اصل انسانیت ہے یہی اسلام کا مفہوم ہے، مقصود ہے، اس لئے اسلام ان سب انسانوں کے دلوں کو مطلوب ہے جو صاحب قلب سلیم ہیں کہ اسلام درحقیقت بنی نوع انسان کے دل کی آواز ہے، اس کے ضمیر کی پکار ہے اسلام بظاہر تو ایک دین ہے لیکن معنوی طور پر تمام تر حکمت و صداقت اور اخلاق حسنہ ہے۔ مخلوق خدا سے شفقت سے پیش آنا، کسی اونچ نیچ کے بغیر تمام انسانوں سے برابری کا سلوک کرنا درحقیقت روح اسلام ہے رحمت للعالمین رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ اسی روح اسلام کی کامل ترین مظہر اور نمونہ تھی۔ اسلام سے پہلے عرب معاشرے میں جہاں آزاد و غلام اور عرب و غیر عرب کی تفریق بہت شدید تھی رسول کریم ﷺ نے حضرت بلال کو جو حبشی بھی تھے اور غلام بھی اسلامی معاشرے میں وہ مقام و مرتبہ عطا کیا تھا جو بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام کو بھی حاصل نہیں تھا۔ حضرت سلمان فارسی غیر عرب ہونے کے باوجود رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں بہت عظیم المرتبت صحابہ کرام سے برتر مقام و مرتبہ کے حامل تھے۔

صوفیائے صاف دل نے انسان دوستی کو بہت اہمیت دی ہے ان کی تعلیمات میں توحید کی تلقین کے ساتھ انسان دوستی کا درس سرفہرست ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انسان دوستی توحید کے تصور کا لازمی نتیجہ ہے، سچا توحید پرست انسان وحدت انسانی پر بھی ایمان رکھتا ہے، کیونکہ اس کی نظر میں سارے انسان درحقیقت ایک جسم واحد کی طرح ہیں⁷۔ جس طرح جسم کے ایک عضو کو اگر درد ہو تو دوسرے اعضا بھی درد محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر ایک انسان دکھ میں ہو تو دوسرے انسانوں کو بھی اس کا درد محسوس کرنا چاہیے یہی انسانیت ہے اسی تصور کے نتیجے میں صوفی دوسروں کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد گردانتا ہے دوسروں کی خوشی کو اپنی خوشی اس حد تک خیال کرتا ہے کہ نہ صرف اس دنیا میں دوسروں کے لئے راحت کے لئے ایثار و قربانی سے کام لیتا ہے اور ہر نوع کی زحمت برداشت کرنے کو آمادہ رہتا ہے بلکہ آخرت کے بارے میں بھی دوسروں کے لئے ایثار کرنے اور انہیں راحت پہنچانے کا خواہاں رہتا ہے۔

بایزید بسطامی دعا کرتے تھے کہ: "اے اللہ میرا وجود اتنا بڑا بنادے کہ دوزخ میں صرف میرا وجود ہی سما سکے اس میں کسی اور کے سمانے کی گنجائش ہی نہ رہے" ⁸

سعدی فرماتے ہیں کہ: ایک دفعہ میرے پیرومرشد شیخ شہاب الدین عمر سہروردی ساری رات دوزخ کے خوف سے نہیں سوئے اور صبح کے وقت میں نے سنا کہ وہ دعائیں فرما رہے ہیں کہ "اے اللہ کیا اچھا ہوتا کہ دوزخ میرے وجود سے بھری جاتی تاکہ دوسروں کی رہائی ہو جاتی" ⁹ بیشتر صوفیہ اپنی روزی خود کماتے تھے وہ معاشی طور پر دوسروں پر بوجھ نہیں بنتے تھے نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ: "ترک دنیا یہ نہیں ہے کہ انسان نگا پھرے اور لنگوٹ باندھ لے، ترک دنیا یہ ہے کہ کھائے، پہنے، دوسروں کو کھلائے اور پہنائے اور زخمی دلوں پر شفقت اور مستحقین کی مدد کرے اور اپنے دل کو دنیا کی محبت سے خالی رکھے" ¹⁰

تصوف بنیادی طور پر دولت اور دنیا کے خلاف نہیں بشرطیکہ دولت اللہ کے لیے اللہ کے حکم کے مطابق حاصل کی گئی ہو۔ حدیث شریف میں آتا ہے: "نعم مال صالح للرجل صالح" ¹¹ (نیک آدمی کے لیے نیک مال اللہ کی نعمت ہے)

جدید دور کے معاشرتی تقاضوں اور ہنگاموں میں گھرا انسان عام طور پر خود کو خدا کو اور انسانیت کو بھلا چکا ہے سو سکون قلب اور اطمینان روح سے محروم ہوتا جا رہا ہے تصوف اس انسان کے کام آسکتا ہے اس دنیا کے ہنگاموں میں مصروف انسان کو بھی سکون و اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال کر سکتا ہے کسی اہل دل نے اس سلسلے میں یوں کہا ہے کہ ہر شخص کو تھوڑا بہت صوفی ہونا چاہئے یعنی دنیا داری یا محبت دنیا سے اس کا دل پاک ہو اور صوفی کو بھی تھوڑا بہت انسان ہونا چاہئے یعنی وہ انسان دوست ہو دنیا والوں کے کام آتا ہو معاشی طور پر کسی پر بوجھ نہ بنتا ہو معاشرے کا مفید فرد ہو ایسا معاشرہ جہاں خدا پرستی، بے تعصبی، انسان دوستی، خدمت خلق اور احسان و ایثار کے جذبے کار فرما ہوں گے، جہاں دین و دانش علم و عرفان اور ذکر کو یکساں اہمیت دی جاتی ہوگی وہ معاشرہ سچے صوفیہ ہی کا ہو سکتا ہے اور ایسا ہی معاشرہ اکیسویں صدی اور آنے والی صدیوں کی ضرورت ہے تصوف کے مثبت رجحانات جس معاشرے میں پھلے پھولیں گے وہ معاشرہ جنتی ہو گا ایک درویش وقت کا قول ہے کہ جہاں خدا کو یاد کیا جاتا ہو امن و سکون ہو وہ جگہ جو جنت ہے ایسا ہی رحمتوں بھرا معاشرہ قائم کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے جو رحمن و رحیم ہے اور رسول اللہ ﷺ کو مطلوب ہے جو رحمت اللعالمین ہیں۔

شاہ کی شاعری میں پیغام امن:

عصر حاضر کے حالات کے تناظر میں شاہ کی شاعری کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عدم تشدد کی حمایت کی ہے، شاہ کی تمام شاعری میں ایک بیت (شعر) بھی ایسا نہیں ملے گا جس سے تشدد اور انسانیت سوز تصور کی بو آتی ہو۔ شاہ جارحیت کے سخت مخالف تھے۔ آپ کو پورا یقین تھا کہ پہل کرنے والا انسان ہو یا انسانی گروہ اپنی آپ مر جاتا ہے آپ سر زمین میں فرماتے ہیں:

هو چوندئي، تون م چوء و اتان ورائي،
اڳ اڳرائي جو ڪري، خطا سو ڪائي،
پاند ۾ پائي، ويو ڪينڪي وارو ڪينڪي،
شاهه ڪو انسان اور انسانيت سے محبت تھی۔ آپ تمام انسانوں ڪو ايڪ وجود ڪي مانند ڏيکڻے ۾۔ اڳر ايڪ انسان ۾ ظلم هو ڳا تو تمام انسانوں ۾ ظلم
ڪے مترادف هو ڳا۔ جس کا اظهار آپ اس شعر ۾ ڪرتے ۾:

پائي ڪان ڪمان ۾، ميان! مارم مون،
مون ۾ آهين تون، متان تنهنجو ئي توکي لڳي.¹²
مفهوم: اے سائين ڪمان ۾ تير ڏال ڪر مجھے فنا ڪر، مجھ ۾ توہي موجود ۾ ڪہيں تير اتي رتجھي ۾ نہ لڳ جائے۔
عدم تشدد ڪو شاهه نے ايڪ خوبي قرار ڏيا ۾۔ آپ ڪي شاعري ۾ مروت، انڪساري اور تواضع ڪي تعليم ملتي ۾ سر ۾ين ڪليان ڪے اس بيت ۾
شاهه نے صبر ڪے ساتھ برداشت ڪي تعليم ڏي ۾:

ڪم! ڪمندن ڪتيو، هارايو هوڙن،
چڪيو نا چوندن هو جو ساءِ صبر جو.¹³
مفهوم: صبر اختيار ڪر! صبر ڪرڻے والے جيت ڳئے اور ضد ڪرڻے والے بازي هار ڳئے، سخن ڪہنے والوں نے صبر کا ذائقه ڪهاں چڪها ۾۔
صبر ڪا معاملہ آڳے بڑھتا ۾ تو ہم ڏيکڻے ۾ ڪہ صبر غفلت اور عجلت ڪو بهي دور ڪرتا ۾، شاهه ڪے رسالو ڪے سر مومل رانو ۾ مومل ڪے محل ڪو
فتح ڪرڻے ۾ بهي سوڙھے ڪا صبر بهي تها جس کا ذکر شاهه نے سر مومل رانو ڪے اس بيت ۾ ڪيا ۾ ورنہ تو همين آڄ هر جائز اور ناجائز خواهش ڪے
حصول ڪے لئے تشدد عام ڇيز ڪے طور ۾ نظر آتا ۾:

سوڍا! صبر ٿهجو، سپين، سيڪاري،
مومل جي واري، ڪٽه جاٿان، ڪٽه ٿئو؟
شاهه ڪي تمام شاعري ۾ تشدد ڪي ذرا سي بهي جھلڪ نظر نهيں آتي۔ آپ هميشه عدم تشدد ڪے حامی ر۾ ۾ين، البته اپني زندگي اور اپنے وطن ڪے
دفاع ڪے لئے لڙڻے ۾ شهادت ڪے درجے ڪو پسند ڪرتے تھے۔ ڪسي بهي فرد يا قوم ۾ر جارحانه عمل سے انسان ڪي فطري آزادي ۾ر حملہ ڪهلاتا
۾ ۾ جب ڪہ دفاع ڪو استعمال ڪر ڪے انسانيت ڪو بچانے ڪي صورت بنتي ۾۔ شاهه ڪے "سر ڪيڏارو" سے همين دفاع کا سبق ملتا ۾۔ حضرت امام
حسين عليه السلام کا ڪربلا ڪے ميدان ۾ جو ڪردار تها اس ڪردار ڪي ايڪ واضح تصوير حق اور سچ ڪي خاطر لڙنا ليڪن اپنے دفاع ڪے لئے لڙے
هوئے شهيد هونا تها، شاهه اس منظر ڪو بيان ڪرتے ۾ين:

سختي شهادت جي، نسورو ئي ناز،
رند پروڙن راز، قضيي ڪربلا جو.

(شہادت کی تکلیف میں ایک ناز تھا، اعزاز تھا، یہ بات عام لوگوں کو کہاں سے سمجھ آئے گی یہ تو رند (جو اس لذت سے آشنا ہیں) ہی جان سکتے ہیں، کہ واقعہ کربلا کے ہونے کا اصل راز کیا تھا)

عصر حاضر اور ایک رہنما: انسانیت کی بھلائی کے لئے اس دنیا میں پیغمبر تشریف لائے۔ بھٹکتی انسانیت نے جب انبیاء کی تعلیمات کو سن کر عمل کیا تو تاریخ میں لازوال بن گئے اور جب انبیاء کی تکذیب کی تو نافرمان اور دھتکار بن گئے۔ خاتم الانبیاء ﷺ تشریف لائے تو ایک مرتبہ پھر انسانیت کو اپنا رہبر و رہنما نصیب ہوا۔ جن کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے بہترین نمونہ قرار دیا۔ بقول قرآن کے "ھدی للناس" میں ہدایت کا ذکر تمام انسانوں کے لئے ہے لیکن ہدایت انسانوں میں سے متقین کے لئے ہے۔ تو جو کوشش کرے گا، جو چاہے گا ہدایت اسی کو ملے گی۔ جہاں تک شاہ کا تعلق ہے آپ نے لوگوں میں جا کر ان کو محسوس کیا ان کے احساسات کو، ان کے درد کو، ان کی خوشی کو معاشرے کے ہر ہنرمند، ہر محنت کش، بلا تفریق مذہب و فرقہ کے ہر انسان کو آپ نے اپنے ابیات میں موضوع بنایا ہے۔ ایک رہنما اور مسیحا کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ انسانوں کے دردوں اور مسائل کو جانتا ہو اور وہ انسانوں کی ایسی رہنمائی کرے جس سے انسانیت بھگنے کے بجائے شان سے دنیا میں زندگی گزارے۔

آج سب سے زیادہ انسان کو جن مسائل کا سامنا ہے ان میں فرقہ وارانہ تعصب، ذات برادری وغیرہ کے مسائل سرفہرست ہیں۔ اس سلسلے میں شاہ عبداللطیف بھٹائی نے وحدت الوجود کا پرچار کر کے یہ پیغام دیا ہے کہ سب انسان اللہ تعالیٰ کے کنبہ کے افراد ہیں۔ سب کے حقوق برابر ہیں۔ سب احترام کے لائق ہیں سب کے جذبات و احساسات ایک جیسے ہیں سب مل کر ساتھ چلیں گے تو قافلہ زندگی ترقی کے راستہ پر گامزن ہو گا۔

خواتین کے ساتھ ناروا سلوک تو ہمیشہ سے ہوتا ہوا چلا آ رہا ہے لیکن عصر حاضر میں عورتوں کے ساتھ زیادتی کی مثالیں تو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی گئیں۔ درندگی کی انتہا ہے جب کمسن بچیوں کے واقعات سننے اور دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اسباب ایک سے زیادہ ہیں جن میں والدین، معاشرہ اور ادارے قصور وار ہیں ہمیں حل تلاش کرنا ہے اور شاہ کے وحدت الوجود کی فکر کو اپنے نصب العین میں شامل کرنا ہو گا جو مسیحائی کا کام دے گا وحدت الوجود کی فکر کو قرآن سے نسبت ہے اسے اجاگر کرنا ہو گا اور اس کی بطور عقیدہ ہمیں تبلیغ کرنی ہو گی۔ ہمیں ترقی یافتہ معاشروں کو دیکھنا ہو گا جہاں قرآن کی بتائی ہوئی باتوں سچائی، امانداری، انصاف اور عدل کے نتائج ترقی کی صورت میں نظر آتے ہیں درحقیقت ہماری میراث ہیں جن کو ہم نے چھوڑ دیا ہے اور ہم گروہی اور اندرونی تنازعات میں الجھے ہوئے ہیں۔

انسان کی شخصی نشوونما میں اس کی اپنی منفی عادات کا عمل دخل ہوتا ہے۔ شاہ لطیف نے نبض شناسی، دلیل اور مثال سے لوگوں کو ان سے دور رہنے کی تلقین کی ہے۔

ڈاکٹر علی شریعتی کے بقول: "انسان فطری طور پر فطرت، معاشرہ اور تاریخ اور ذات کے قید خانے میں قید ہے۔ پہلے تین قیدوں سے وہ علمی ترقی کے ذریعے سے رہائی پاتا ہے، لیکن ذات کی قید سے انسان علمی ترقی کے ذریعے سے رہائی نہیں پاسکتا، اس قید سے رہائی صرف عشق کے ذریعے ممکن ہے" ¹⁴ خدا، دھرتی اور قوم سے عشق شاہ کی فکر کا منبع و محور ہے۔ اور وحدت الوجودی فکر میں یہ تینوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ یہ عشق ہی ہے جو انسان کو "جز" سے "کل" کا حصہ بناتا ہے۔ انسان کو انسانیت کے لئے جلاتا ہے اور دیوانہ بناتا ہے اور یہی دیوانگی جب مقصد اور نصب العین میں پیدا ہو جائے تو منفی عادات خود بخود دب جاتیں ہیں۔

ابن خلدون قوموں کے عروج و زوال کے بارے میں لکھتے ہیں: "اگر آپ کو اپنے لوگوں کو متحد رکھنا ہے تو ان کو مقابلے اور لڑنے میں مصروف رکھو" ¹⁵ دور حاضر میں اگر مقابلے اور آگے کی دوڑ کے تناظر میں دیکھا جائے تو فکری، تہذیبی ترقی، اقتصادی اور تجارتی سرگرمیوں نے دھوم مچائی ہے۔ ہمیں بھی اپنی حکومتوں کے آسیرے میں رہنے کی بجائے ہم سب کو مل کر ہر شعبے میں ان کے ماہرین کو کام کرنے میں مدد کرنی ہوگی تب ہی معاشرے کی پریشانیوں ختم ہوگی اور آسودگی ہوگی۔

وحدت الوجودی فکر میں سب انسان اللہ کا عیال ہیں اور اللہ کے پیدا کردہ وسائل پر اس کے تمام بندوں کا حق تسلیم کرنا ہے خواہ وہ صلاحیتوں میں کم اور زیادہ استعداد ہونے کی بنا پر رزق میں کمی یا زیادتی فطری تسلیم کی جاتی ہے لیکن ریاست اور معاشرے کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تمام لوگوں کو مساوی مواقع فراہم کریں۔ ہم ایسے معاشرے کا قیام عمل میں لے آئیں جہاں سب کو ایک جیسی زندگی کی، روزگاری سہولتیں میسر ہوں لیکن اگر ریاست اس استحقاق سے کسی طبقے کو محروم رکھتی ہے تو انفرادی اور اجتماعی طور پر ان ذرائع کو سب کے لئے ممکن بنائیں۔ اگر ہم نے ایسی دنیا کا وجود قائم کر لیا تو یقیناً معاشی مسائل کی بہتری میں ہمارا اہم کردار ہوگا۔

شاہ لطیف اپنے کلام میں سود خور اور لوگوں کا خون چوسنے والوں پر لعنت ملامت کرتے ہیں جب کہ تجارت کرنے والوں کی حمایت کرتے ہیں۔ یہی حمایت موجودہ دور میں رہنمائی کرتی ہے اور ترقی کے لئے مینوفیسٹو کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر ہم مفاد پرستی اور خود غرضی کو چھوڑ دیں تو شاہ کی فکر ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ جہاں تک ہماری اجتماعی اور قومی شعور کی بات ہے تو آپ کے بیت کی ایک مصرح ہے:

"سبچہ سائیکھ کنہن اٹاسیء و سیری" یہ مصرح ہر انسان کو دوسرے انسان کا بھائی قرار دیتی ہے اور قومی اور اجتماعی طور پر ایک دوسرے کے ہر دکھ سکھ اور جینے مرنے میں ساتھ کی رہنمائی کرتی ہے۔ (سجن کے معنی، خیر خواہ اور ساتھی، دوست، محبوب، ایک ماں کا بچہ، ایک قوم، جد و غیرہ اس میں آئیں گے جب کی سانیچہ سے مراد ہے اپنا وطن اور یہ دونوں چیزیں بھلانا بے غیرتی کا کام ہے)

مزید شاہ اپنے وطن کو فراموش کرنے والوں کے لئے کہتے ہیں: "حیف تنین ہوئے" (جس سے قومی سوچ کا محور متعین کرتے ہیں۔ اپنا قومی تشخص برقرار رکھنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کی رہنمائی کرتے ہیں:

کٹ پیالا وژھ پاکرین آڈی دال ڀر ديار

مٹان تیغ ترار، مار تہ متارو تئین

واضح ہے کہ شاہ لطیف انسانیت کے اعلیٰ آدرش کے فکری شاعر ہیں قرآن آپ کی فکر کا سرچشمہ ہے جس طرح قرآن ابدی ہدایت ہے اسی طرح آپ کی فکر بھی تمام انسانوں کے ابدی اصولوں کا منشور ہے۔ اپنے ابیات کو قرآن کی شرح کہتے ہیں۔ قرآن میں توحید اور انسان کا جو تصور ہے وہ شاہ کی تمام فکر کا منبع ہے۔ تصور توحید میں کائنات کی تخلیق سے لے کر نظام کائنات میں اس کی اطاعت، عبادت اور احسان تک اور کائنات کی ہر شے تک رسائی محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں اس لئے شاہ بھی اسی راستہ کا تعین کرتے ہیں جس کی منزل کے لئے دورائے نہیں۔ آپ قرآن کی تعلیم اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے تزکیہ نفس کے راستے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جب تک ہم قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہونگے ہم شاہ کی فکر سے نہ اپنی ذات کی نشوونما کر سکتے ہیں اور نہ ہی اجتماعی مقاصد کی حاصلات ممکن ہو سکتی ہے۔ آپ نے لوگوں کو دین سے قریب کرنے کی سعی کی مذہب کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرنے اور مذہب کا جو تصور قائم تھا اس سے نکال کر لوگوں کو بتایا کہ دین کی اصل روح خدا پرستی اور انسان دوستی ہے ہمیں اللہ کی صفات کا مظہر بننا ہے انسان اللہ کا پر تو ہے شاہ کے اس پیغام کا پرچار تمام انسانیت کے لئے ہے۔ اگر ہمیں اپنی ذات اور اپنے معاشرے میں تبدیلی لانی ہے تو ہمیں اپنی سوچ کے دائرہ کار کو تبدیل کرنا ہوگا ہمیں ایثار، قربانی، مقصد کے حصول کے لئے مسلسل جدوجہد، فکر اور جستجو کے راستہ کو اختیار کرنا ہوگا یہی شاہ کی تعلیم اور رہنمائی ہے۔

شاہ اور عالم انسانیت: یہ اس خطے کی خوش قسمتی ہے کہ شاہ لطیف جیسے عظیم انسان پیدا ہوئے جو صرف اس علاقے کے لوگوں کے ساتھ رہ کر ان کے احساسات اور جذبات سے نہ صرف واقف ہوئے بلکہ ان کو آپ نے دنیا سے روشناس کرایا اپنی شاعری کے ذریعے سے انہیں ہمت اور حوصلہ دیا۔ آپ کی ہمدردی اس خطے کے انسانوں کے ساتھ بلا تفریق تو تھی ہی لیکن ہمیں آپ کے اشعار میں تمام عالم انسانیت کے لئے جو دعائیں ملتی ہیں وہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپ اپنے خطے کے ساتھ تمام عالم کو اپنا سمجھتے تھے سرسارنگ میں یہ بیت اس بات کی عکاسی کرتا ہے:

سانئیم! سدا ئین کرین مٹی سند سکار

دوست منا دلدار عالم سپ آباد کرین¹⁶

معنی: "اے میرے اللہ سائیں ہمیشہ میری سندھ کو خوشحال رکھنا اے میرے دوست اس کے ساتھ تمام عالم کو بھی آباد رکھنا" آپ عالم انسانیت کے لئے نہ صرف دعا گو ہیں بلکہ رب کائنات کے سامنے خود کو عاجز و بے کس پیش کر کے ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ کائنات میں وہ رب ہے جو سب کچھ کرنے پر قادر ہے اور ہم ناچیز حقیر ہیں عاجزی سے اس کو راضی کیا جاسکتا ہے:

ہکی ڈیندہ باجھ جی ویندہ نپ نری،

اسان تان نہ سري تو کیئن سري سپرین.

سر سیراگ کے اس بیت میں بھی یہی تعلیم دیتے ہیں:

چوٹ چارو ناھ کو بدیون بی شمار،

کپر کارونپار اکارین احسان سین.

دنیا مصیبتوں اور دکھوں کی جگہ ہے لیکن ان تکلیفوں سے نجات بھی وہی ذات دینے والی ہے آپ اپنے رب کی بارگاہ میں اس انداز سے التجا کرتے ہیں:

تون حبیب تون طبیب، تون درد جی دوا،

جانب منہنجی جیء یر آزار جا انواع،

صاحب ذیین شفا، میان مریضن! کی.¹⁷

معنی: "اے میرے اللہ تو میرا دوست بھی ہے اور طبیب بھی ہے۔ میرا علاج بھی تیرے پاس ہے میرے اندر جتنی بھی بیماریاں ہیں ان سے مجھے نجات عطا کر اور مجھے شفا دے"

مذکورہ بیت میں آپ نے اپنے درد کی نجات اور شفا کی دعا مانگی ہے تو مندرجہ ذیل بیت میں دوسروں کی سلامتی کی دعا مانگتے ہیں:

وچئین جان ویھی، جر پلٹو پائیان

تڑ بیڑا! گھر سپرین! اوسہ ایء پیہی

جئن وٹجارو سین وکرین، سرھا سپیئی

حرمٹ ساٹ حبیب جی، سونگیا نہ سیئی

پاٹھین اوء پیہی، کنڈ کیڑائو آئیا.¹⁸

معنی: "سہ پہر کے بعد سر ڈھانپ کر بارگاہ ایزدی میں ملتی ہوں، خدا کرے (بڑی) کشتیاں ساحل کو آ لگیں اور ہمارے سپرین (گھر والے) خیریت کے ساتھ گھر کو لوٹیں، مجھے بہت فکر ہے کہ وٹجارو (کاروباری) اپنے کاروبار میں کامیاب ہو کر آئیں تاکہ سب خوشحال ہوں"

خلاصہ کلام: عصر حاضر میں دنیا امن کی تلاش میں سرگرداں ہے اور یہ کسی طرح قائم نہیں ہو رہا ہر طرف بے چینی، دہشت اور خوف ہے۔ رواداری، عدل و انصاف برداشت و تحمل ختم ہو گیا ہے۔ عدم برداشت، عدم تحفظ اور انتقام بڑھ رہا ہے۔ دین کی غلط تعبیرات اور معاشی عدل کی کمی، تربیت کی کمی، رویوں میں تشدد ہونا، نشہ آور اشیاء کے استعمال کو بے سکونی کا حل سمجھنا، حلال میں حرام کی آمیزش ہونا اور سول میڈیا کا غیر ضروری استعمال اس کی بنیادی وجوہات ہیں۔

دور حاضر میں ہم شاہ کی تعلیمات سے دنیا کو امن کا پیغام دے سکتے ہیں۔ امن چونکہ انسان کی بنیادی ضرورت ہے اس کے بغیر نہ تو انسانیت کے ارتقا کا عمل جاری رہ سکتا ہے اور نہ ہی معاشرتی زندگی کی بقاء انسانی تحقیق و ترقی کا راز امن و سلامتی میں پوشیدہ ہے۔ شاہ کی شاعری کا

مطالعہ کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پوری شاعری میں کوئی ایک بیت ایسا نہیں ملے گا جس میں آپ نے تشدد کی بات کی ہو بلکہ آپ نے عدم تشدد کی حمایت کی ہے شاہ جارحیت کے سخت مخالف تھے آپ کو پورا یقین تھا کہ پہل کرنے والا اپنی موت آپ مرجاتا ہے شاہ کو انسان اور انسانیت سے محبت تھی آپ تمام انسانوں کو ایک وجود کی مانند دیکھتے ہیں جس کا اظہار سریمین کلیان میں کیا ہے آپ عدم تشدد کو ایک خوبی قرار دیتے ہیں آپ کی شاعری میں مروت، انکساری اور تواضع کی تعلیم ملتی ہے۔ یوں تو آپ عدم تشدد کے حامی رہے ہیں لیکن اپنی زندگی اپنے وطن کے دفاع میں لڑنے میں شہادت کے درجے کو پسند کرتے ہیں۔ کسی بھی فرد یا قوم پر جارحانہ عمل سے انسان کی فطری آزادی پر حملہ کہلاتا ہے جب کہ دفاع کو استعمال کر کے انسانیت کو بچانے کی صورت بنتی ہے۔ شاہ کے سرکیدارو سے ہمیں دفاع کا سبق ملتا ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کا کربلا کے میدان میں جو کردار تھا اس کردار کی ایک واضح تصویر حق اور سچ کی خاطر لڑنا لیکن اپنے دفاع کے لئے لڑتے ہوئے شہید ہونا تھا۔

شاہ حقیقی رہنما ہیں کیونکہ آپ نے لوگوں میں جا کر ان کو محسوس کیا ان کے احساسات کو، ان کے درد کو، ان کی خوشی کو معاشرے کے ہر ہنرمند، ہر محنت کش بلا تفریق مذہب و فرقے کے ہر انسان کو آپ نے اپنے ابیات میں موضوع بنایا ہے آج سب سے زیادہ انسان کو جن مسائل کا سامنا ہے ان میں فرقہ وارانہ تعصب، ذات برادری وغیرہ کے مسائل سر فہرست ہیں اس سلسلے میں شاہ لطیف نے وحدت الوجود کا پرچار کر کے یہ پیغام دیا ہے کہ سب انسان اللہ تعالیٰ کے کنبہ کے افراد کے حقوق برابر ہیں سب احترام کے لائق ہیں سب کے جذبات و احساسات ایک جیسے ہیں سب مل کر ساتھ چلیں گے تو قافلہ زندگی ترقی کے راستے پر گامزن ہو گا۔

حوالہ جات:

القرآن: 16/128¹

القرآن: 16/112²

Karen Armstrong, History of God ,p:244³

القرآن: 41/53⁴

القرآن: 30/30⁵

القرآن: 02/256⁶

نسفی عزیز الدین، کشف الحقائق، مرتبہ احمد مہدوی دامغانی، تہران 1459 ص: 68، ص: 281⁷

زرکوب، عبدالحسین، مقالہ ادبیات عرفانی ایران و ارزش انسان آن، دانشکدہ ادبیات و علوم انسانی، شمارہ 77، اسفند ماہ ص: 115⁸

سعدی، بوستان، مرتبہ محمد علی ناصح، بکوشش خلیل خطیب رہبر، تہران 1379، ص: 270⁹

¹⁰ اولیاء، نظام الدین، فوائد الفوائد، ص: 211۔ ص: 209

فروزانفر، احادیث مثنوی، تہران 1361، ص: 11¹¹

بھٹائی، شاہ عبداللطیف، شاہ جور سالو، مرتب، کلیان آڈوانی، سریمین کلیان (10-06) سندھیکا اکیڈمی 2006، ص: 91¹²

ایضاً¹³

ڈاکٹر علی شریعتی، علی تنہا است، (اردو) علی اور تنہائی، مترجم، ادیب الہندی، اسلامک بک سنٹر اسلام آباد، 2007ء، ص: 123¹⁴

¹⁵ ابن خلدون، علامہ عبد الرحمن، تاریخ ابن خلدون (اردو) مترجم: حکیم احمد حسین الہ آبادی، (808-732) نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

2003ء ص: 203

بھٹائی، شاہ عبداللطیف، شاہ جور سالو، مرتب، کلیان آڈوانی، سر سارنگ (06-04) سندھیکا اکیڈمی، 2006ء، ص: 433¹⁶

ایضاً، سریمین کلیان، (01-01)¹⁷

ایضاً، سر سیراگ، (07-05)¹⁸



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).